حکمتِ سیّد مودودیؒ

جماعتِ اسلامی کا نصب العین اور طریقِ کار

(۱)

اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبروں کو جس مقصد کے لیے مبعوث کیا اور اپنی کتابوں کو نازل کیا وہ دینِ حق کو قائم کرنا ہے۔ ان کا اصل مقصد یہ رہا ہے کہ خلقِ خدا اپنے مالکِ حقیقی کے سوا کسی کے تابع فرمان نہ رہے، قانون صرف خدا کا قانون ہو، تقویٰ صرف خدا سے ہو، امر صرف خدا کا مانا جائے، حق اور باطل کا فرق اور زندگی میں راہ راست کی ہدایت صرف وہی مسلّم ہو، جیسے خدا نے واضح کیا ہے اور دُنیا میں ان خرابیوں کا استیصال کیا جائے جو اللہ کو ناپسند ہیں اور ان خیرات وحسنات کو قائم کیا جائے جو اللہ کو محبوب ہیں۔ یہ ہے دین اور اسی کی اقامت ہمارا مقصد ہے اور مسلمان ہونے کی حیثیت سے اسی کام پہ ہم مامور ہیں۔

اِس کام کی اہمیت اگر آپ پوری طرح محسوس کرلیں اور اگر آپ کو اس بات کا بھی احساس ہو کہ اس کام کے معطّل ہوجانے اور باطل نظاموں کے دنیا پر غالب ہوجانے سے دُنیا کی موجودہ حالت کس قدر شدت سے غضبِ الٰہی کی مستحق ہوچکی ہے، اور اگر آپ یہ بھی جان لیں کہ اس حالت میں غضبِ الٰہی سے بچنے اور رضائے الٰہی سے سرفراز ہونے کی کوئی صورت اس کے سوا نہیں ہے کہ ہم اپنی تمام قوت خواہ وہ مال کی ہو یا جان کی، دماغ کی ہو یا زبان کی، صرف اقامتِ دین کی سعی میں صرف کردیں تو آپ سے کبھی دوسری بحثوں اور افکار کا صدور نہ ہو — اکثر لوگوں نے سوچے سمجھے بغیر سطحی اور جزئی تحریکیں جاری کر رکھی ہیں اور ان کو چلانے کے لیے زود اثر اور فی الفور نتیجہ منظرِ عام پر لانے والے طریقے اختیار کیے ہیں۔ وہ سب ہمارے

نزدیک چاہے غلط نہ ہوں، چاہے ان کی مذمت ہم نہ کریں، چاہے اُن کی اور ان کے پیچھے کام کرنے والے اخلاص کی ہم دل سے قدر کریں، مگر بہر حال ہم ان کو لاحاصل سمجھتے ہیں اور ہمیں پوری طرح یقین ہے کہ اس طرح تحریکیں اگر صدیوں بھی پوری کامیابی اور ہنگامہ خیزی کے ساتھ چلتی رہیں تب بھی نظامِ زندگی میں کوئی حقیقی انقلاب رُونما نہیں ہوسکتا۔ حقیقی انقلاب اگر کسی تحریک سے رُونما ہوسکتا ہے تو وہ صرف ہماری تحریک ہے اور اس کے لیے فطرۃً وہی طریق کار ہے جو ہم نے خوب سوچ سمجھ کر اور اس دین کے مزاج اور اس کی تاریخ کا گہرا جائزہ لے کر اختیار کیا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ ہمارا طریقِ کار نہایت صبر آزما ہے، سست رفتار ہے، جلدی سے کوئی نتیجہ اس سے رُونما نہیں ہوسکتا، اور اس میں برسوں لگاتار ایسی محنت کرنی پڑتی ہے جس کے اثرات اور جس کی عملی نمود کو بسا اوقات خود محنت کرنے والا بھی محسوس نہیں کرسکتا۔ لیکن اس راہ میں کامیابی کا راستہ یہی ہے، اس کے سوا کوئی دوسرا طریقِ کار اس مقصد کے لیے ممکن نہیں ہے۔ جن لوگوں کو ہمارے مسلک اور طریقِ کار یا ان دونوں میں سے کسی ایک پر بھی اطمینان حاصل نہ ہو اُن کے لیے یہ راستہ تو کھلا ہوا ہے کہ ہم سے باہر جا کر اپنی صوابدید سے جس طرح چاہیں کام کریں۔ لیکن یہ اختیار کسی طرح نہیں دیا جاسکتا کہ بطور خود ان دونوں میں سے کسی ایک چیز میں جو ترمیم چاہیں کرلیں۔ ہمارے ساتھ جس کو چلنا ہے اُسے پورے اطمینان کے ساتھ ہمارے مسلک اور طریقِ کار کو ٹھیک سمجھ کر چلنا چاہیے اور جو شخص کچھ بھی میلان دوسری تحریکوں اور جماعتوں کی طرف رکھتا ہو اُسے پہلے ان راستوں کو آزما کر دیکھ لینا چاہیے۔ پھر اگر اس کا ذہن اس فیصلے پر پہنچے جس پر ہم پہنچے ہوئے ہیں تو وہ اطمینانِ قلب کے ساتھ ہمارے ساتھ آجائے۔ دعوتِ اسلامی اور اس کے مطالبات ص ۵۲، ۵۳، ۵۵، ۵۶ .... ایک طرف لوگوں کے سامنے یہ طریقِ کار ہے کہ ایک سال یا اس سے زیادہ مدت تک عوام سے چند آدمیوں کو پیہم تعلیم و تربیت دے کر خوب پختہ کرلیا جائے اور ان کے عقائد، اخلاق، اعمال، مقصدِ زندگی، معیارِ قدر و قیمت، ہر چیز کو پوری طرح بدل ڈالا جائے اور پھر ان کو مستقل کارکن بنا کر مزدوروں، کسانوں اور دوسرے عامی طبقوں میں کام کرنے کے لیے استعمال کیا جائے، اور دوسری طرف یہ طریقِ کار ہے کہ ایک قلیل مدت میں ہزاروں آدمیوں کو بیک وقت چند ابتدائی اُمورِ دین کی حد تک (یا دل خوش کُن اُمور کے سلسلے میں) مخاطب کیا جائے اور فوری طور پر ان میں ایک حرکت پیدا کر کے چھوڑ دیا جائے، چاہے دوسرے چکر کے وقت پہلی حرکت کا کوئی اثر